خوشحال خان خٹک کے کلام میں اسلامی فکر

Islamic Thoughts reflected in the Poetry of Khushal Khan Khattak

ڈاکٹر نور محمد (دانش بیتانی)[i] ڈاکٹر ضیاء الرحمان[ii]

Abstract

Khushal khan Khattak is the greatest Pashto poet. The poetry of Khushal khan khattak treats a wide range of different topics. Well known for his poetry as well as his multi dimential personalitry. He was a romantic poet, a worrier, a doctor and more. His poetry reflect various subjects including Islam one. A major portion of his poetrty reflects Islamic thoughts, teachings. Khushal Khan Khattak has given place to different Islamic values like, mankind, honesty, brothrhood, wellbeing etc. In this paper his some values and contribution will be discussed in depth.

Key words: Pashto, Poetry, Khushal Khan Khattak, Islam, Quran, Prayer.

خوشحال خان خٹک

خوشحال خان خٹک 1022ھ/ 1613ء میں اکوڑہ خٹک میں شہباز خان کے گھر پیدا ہوئے۔ پشتو زبان و ادب کے نامور شاعر اور مصنف گزرے ہیں۔ پشتو زبان و ادب کی بے پناہ خدمت کی وجہ سے انہیں پشتو زبان کا "باپ" کہا جاتا ہے۔

خوشحال خان خٹک نے اپنی شاعری میں ہر موضوع پر بحث کی ہے۔ خوشحال کے جہاں ایک طرف حسن و عشق جیسے نازک اور دل آویز موضوع کو چھیڑا ہے تو دوسری طرف میدان جنگ کے ایک کامیاب سپہ سالار کی حیثیت سے اپنا لوہا منوایا ہے۔ اور اس حوالے سے معلوماتی اور وزنی باتیں سپردِ قلم کی ہیں۔

اسی طرح اگر خوشحال خان خٹک نے دنیاوی زندگی کے موضوعات اپنی تحریروں میں سموئے ہیں تو آخرت کی زندگی کی جھلک بھی انہی تحریروں میں نمایاں ہے۔ خوشحال کی شاعری میں تنوع پسندی کا عنصر بہت زیادہ ہے۔ ایسا کوئی موضوع سخن نہیں جس پر خوشحال نے طبع آزمائی نہ کی ہو۔

بابا کی شاعری کا بہت بڑا حصہ اسلام اور اسلامی احکامات اور تعلیمات سے بھرا پڑا ہے جسکے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشحال بابا کو اسلامی تعلیمات پر کتنا عبور تھا اور وہ ان کے لئے کتنی عقیدت رکھتے تھے۔

---

i اسسٹنٹ پروفیسر، پشتو اکیڈمی، یونیورسٹی آف پشاور

ii لیکچرر، شہید بینظیر بھٹو یونیورسٹی شرینگل، دیر اپر

بابا نے اپنی شاعری میں عقائد سے لیکر روزمرہ زندگی کے ہر مسئلے پر قلم اٹھایا ہے۔ خوشحال بابا نے انہی خیالات کو اپنے قصائد، نظموں، قطعات اور رباعیات میں کمال مہارت سے جگہ دی ہے۔

اب ہم اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں اور خوشحال بابا کے ان اشعار پر ایک نظر ڈالتے ہیں جو انہوں نے دین اسلام کی محبت میں لکھے یا جن سے انکی اسلامی فکر چھلکتا ہے:

پس له شناخته د توحید
د مانځهٔ دمے ډېر تاکید[1]

"توحید کے شناخت کے بعد نماز کی بڑی تاکید کی ہے۔"

خوشحال کا یہ شعر اسلام کے بنیادی عقیدے پر بناء ہے۔ کہتے ہیں کہ اسلام میں داخل ہونے کی اولین شرط توحید یعنی اللہ کو ایک ماننا ہے۔ اللہ پاک اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی انسان کل کائنات کے خالق، مالک، رازق ایک اللہ کو مان لیتا ہے تو پھر اس پر یہ بھی لازم ہو جاتا ہے کہ وہ عبادت کے لائق بھی اسی کو مانے۔ اسی طرح جب انسان اللہ کی وحدانیت کا قائل ہو جاتا ہے تو اس پر اللہ کے تمام احکامات اور عبادات فرض ہو جاتی ہیں جس میں اولین حکم نماز کے بارے میں ہے۔

قرآن میں نماز کی بہت تاکید کی گئی ہے اور قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کے بارے میں پوچھا جائیگا اسی لئے خوشحال بابا نے اس شعر میں قبول اسلام کے بعد کے احکامات اور فرائض ہیں سب سے زیادہ زور نماز پر دیا ہے۔ کہ نماز کی پابندی ضروری ہے۔

خاص بنده د خدائے هغه ګڼه خوشحاله
چې د ځان په معرفت ئې سرفراز کا[2]

" خوشحال! اُسے تُو خدا کا خاص بندہ سمجھ، جسے وہ اپنی ذات کی معرفت سے سربلند بنائے[3]۔"

خوشحال بابا نے اس شعر میں ایک قرآنی آیت کی ترجمانی کی ہے جس میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"جس نے خود کو پہچانا در حقیقت اس نے اپنے رب کو پہچانا۔"

مطلب یہ ہے انسان جب اپنی پیدائش پر غور کرے کہ میں کہاں تھا؟ کہاں سے آیا؟ کن کن اجزائے ترکیبی سے میرا وجود پایہ تکمیل تک پہنچا اور کس طرح اس دنیا کے بازار میں ہماری آمد ہوئی اور کس چرخ وقت کے ساتھ ساتھ انسانی جسم میں تبدیلیاں اور تغیرات رونما ہوئیں۔ کس طرح ہمارا ایک ایک عضو مکمل، مناسب اور ایک ترتیب کے تحت منظم طریقے سے اپنے اپنے کام کر رہا ہے کس طرح انسانی وجود پر بیماری طاری ہو جاتی ہے؟ اور کس طرح پھر انسان تندرست ہو جاتا ہے؟

انسان جب ان تمام باتوں پر غور و فکر کرتا ہے تو اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ ان تمام افعال کو بطریق احسن انجام دینے والی کوئی ذات موجود ہے جو اللہ جلہ شانہ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا اسی لئے خوشحال بابا کہتے ہیں کہ جس نے خود کو پہنچانا اس

نے در حقیقت اپنے رب کو پہنچانا۔ مختصر یہ کہ خوشحال اللہ کا خاص بندہ اسی کو مانتے ہیں جسے اللہ کی معرفت نصیب ہو جائے۔ اسی طرح جس کا مقصد دنیاوی زندگی ہو اسے کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

چې درست تن په اوبو تر شي
د جنب طهارت اوشي [4]

"جب سارہ وجود پانی سے تر ہو جائے تب ناپاکی کو پاکی مل جاتی ہے یا ناپاک وجود اس وقت پاک ہو جاتا ہے جب پانی سے تر ہو جائے۔"

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور انسان کی ہر مشکل کا حل اس میں موجود ہے۔ خوشحال بھی ایک ذمہ دار مسلمان کی حیثیت سے اسلام سے بخوبی واقف تھے۔ اسی لئے اپنی شاعری میں مختلف "مسائل" پر بحث کیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ صفائی نصف ایمان ہے۔ پھر صفائی کی مختلف اقسام ہیں مثلاً جگہ کی صفائی، بدن کی صفائی، تزکیہ نفس یعنی نفس کا صفائی وغیرہ۔

خوشحال بابا کہتے ہیں کہ انسانی بدن کبھی کبھی ظاہری طور پر صاف ہوتا ہے لیکن اسلامی نقطہ نظر سے پاک نہیں ہوتا اور اس انسانی ناپاکی کی حالت کو "جنابت" کی صفائی صرف اور صرف پورے بدن پر پانی بہانے اور ایک ایک بال کو گِلا کرنے سے ہوتی ہے۔

علم واړه عبادت دے
څو چې کېږي سعادت دے
نهٔ هزار رکعت نفل
نهٔ یوه مسئله نقل [5]

"علم سراسر عبادت ہے۔ اور جہاں تک ہو سکے سعادت ہے۔
نہ ہزار رکعت نفلیں، نہ ایک مسئلے کا بیان کرنا[6]۔"

دین اسلام میں علم کی اہمیت کسی سے ڈھکی چھپی نہیں علم کو مسلمان تا میراث قرار دیا گیا ہے۔ حدیث شریف کے الفاظ میں ہے:

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔"

اسی طرح دوسری حدیث کا مفہوم ہے:

"عالم کی نیند بھی عبادت ہے۔"

اسلام یہ بھی کہتا ہے:

"علم حاصل کرو چاہے تمہیں اسکے لئے چین جانا پڑے۔"

ان احادیث سے اسلام میں علم کی فضیلت و اہمیت عیان ہوتی ہے۔

خوشحال بابا کا شمار بھی علمائے دین میں ہوتا ہے اسی لئے انہوں نے اپنی شاعری میں علم کی اہمیت کو عبادت کے برابر درجہ دیا ہے۔ یعنی علم کا حاصل کرنا عبادت بھی ہے اور انسان کی خوش نصیبی بھی۔ یعنی جو انسان علم کے حصول میں مشغول رہتا ہے وہ درحقیقت عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے۔ "علم کا ایک بات سیکھنا ہزار رکعت نفل پڑھنے سے زیادہ افضل ہے" خوشحال بابا نے بھی یہی نکتہ بیان کیا ہے کہ ہزار رکعت نفل پڑھنا انسان کے نازک وجود اور مزاج کے لئے گران ہے مگر جو انسان علم کا ایک باب سیکھتا ہے اس پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو سکھاتا ہے تو وہ ہزار رکعت نفلی نماز سے بہتر ہے۔

چې عاصي د مور او پلار وي
له هغه خدامے وېزار وي
تر جنته به ورنهٔ شي
که هر څو په عمل ښهٔ شي [7]

"جو بندہ اپنے ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے اس بندے سے اللہ تعالیٰ بے زار ہوتا ہے
اس بندے کی اعمال کتنے بھی اچھے کیوں نہ ہو لیکن وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔"

اسلام میں ماں باپ کی فرماں برداری کی بہت تاکی کی ہے۔ ماں کے قدموں کے نیچے جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ یعنی ماں کی خدمت گزاری جنت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے: "اپنے ماں باپ کو "اُف" تک نہ کہو" اسی طرح یہ بھی کہا گیا ہے کہ "باپ" کی دعا بچے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے دربار میں بغیر کسی واسطے کے پہنچتی ہے۔ اور قبولیت کا شرف حاصل کر لیتی ہے۔

اسی طرح اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ ماں باپ کا نافرمان چاہے جتنا بھی اعمالِ صالحہ کرے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کی وجہ سے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

خوشحال بابا چونکہ اسلام کا گہرہ شعور رکھتے ہیں تو اسی تناظر میں انہوں نے اپنی شاعری میں ان موضوعات پر تفصیلی بحث کی ہے۔ کہتے ہیں کہ جو شخص ماں باپ کا نافرمان ہو ان کی قدر و منزلت نہ کرتا ہو اللہ تعالیٰ اسے بندے سے سخت ناراض ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ انسان جتنے بھی اعمال صالحہ کرے گا وہ قبولیت کے شرف سے محروم ہونگے۔

زیات او کم به دې یو دم د ژوندون نهٔ شي
هغه دم چې دې پوره شي د مرګ ژمنه [8]

" جب کہ موت کی گھڑی آن پہنچے گی۔ اس وقت، زندگی پل بھر بھی کم و بیش نہیں ہو گی [9]۔"

قرآن پاک میں انسانی موت و حیات کے فلسفے پر مختلف جگہوں پر معلومات ملتی ہیں یعنی موت کا وقت معین ہے جب وہ وقت آن پہنچتا ہے تو ایک گھڑی نہ آگے سرکتا ہے اور نہ پیچھے۔

خوشحال بابا نے بھی یہی نکتہ اٹھایا ہے اور کہتے ہیں کہ موت برحق ہے اسے آنا اور جب انسان کا وقت پورا ہو جاتا ہے تو کوئی طبیب، کوئی دوا، کوئی تدبیر و ہنر انسان کی زندگی میں ایک لمحے کا بھی اضافہ نہیں کر سکتی۔ بس وقت مقررہ پر ہی ہر انسان اس دنیا سے جائیگا۔

د احمق جواب هم نه
جواب جواب دے [10]

"احمق یعنی بے وقوف لوگوں کا جواب نہ دینا بھی جواب ہوتا ہے۔"

قرآن میں واضح الفاظ میں ذکر ہے کہ جاہل کے ساتھ بحث نہ کرو بلکہ گفتگو کا خاتمہ ان الفاظ میں کرو کہ مجھے معاف کر دو۔

خوشحال بابا نے بھی اسی بات کو اپنے شعر کے سانچے میں ڈھالا ہے کہ دانا اور عقلمند وہ ہے جو جاہل سے بحث سے پرہیز کرے اور اس کے مقابلے میں خاموشی کو ترجیح دے۔ اس لئے کہ جاہل انسان دلیل اور منطق سے بات کو سمجھنے سے قاصر ہوتا ہے تو اس کے جواب میں خاموشی اختیار کرنا بہترین جواب ہے۔

و اغیار ته لکه کانبے موم و یار ته
په سختی او په نرمی کښې همه زهٔ یم [11]

"دشمن کے لئے میں پتھر جیسا سخت اور دوست کے لئے موم جیسا نرم ہو۔ سختی اور نرمی دونوں صفت مجھ مین موجود ہے۔"

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اور وہ (مؤمنین) ایک دوسرے کے لئے مہربان اور کافروں کے لئے سخت ہوتے ہیں۔"

خوشحال بابا نے بھی اسی آیت کی تشریح اپنے اس شعر میں کی ہے کہتے ہیں کہ میں اپنے دشمن یعنی کافر کے لئے پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوں میں کبھی ان کے آگے سر تسلیم خم نہیں کر سکتا چاہے وہ جتنے بھی طاقتور ہوں میں بھی ایک سخت پتھر اور چٹان کی طرح ان کی راہ میں رکاوٹ ہوں۔ دوسری طرف کہتے ہیں ایک سچے مسلمان کے حیثیت سے میں اپنے مسلمان بھائی کے لئے موم کی مانند ہوں یعنی میرا دل ان کے لے ہمیشہ نرم رہتا ہے۔

خوشحال بابا کا مطلب ہے کہ مؤمن کا کافر کے لئے سخت اور اپنے بھائی مؤمن کے لئے موم ہوتا ہے۔

څو نعمتونه تر سر تر پایه
تا موندلي له لویه خدایه
په هر ساه ئې شکر وکاږه
که غافل نهٔ ئې ثناء ئې وایه [12]

"اگر تو غافل نہیں تو ہر سانس کے ساتھ اس کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کی حمد و ثنا کر [13]۔"

قرآن میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور شکر کے الفاظ بار بار دہراتے گئے ہیں۔ خاص طور پر سورۃ رحمٰن میں تو یہاں تک کہا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اگر تم اللہ کی نعمتوں کو شمار کرنے لگو تم اس سے قاصر ہو۔

خوشحال بابا اپنی شاعری میں اسی چیز کا درس دیتے ہیں کہ اے انسان اپنے وجود پر سر تا پا نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ اللہ نے تمہیں کن کن عظیم نعمتوں سے نوازا ہے۔ تمھیں زبان، کان، ناک، ہونٹ، ہاتھ، پاؤں مختصراً انسانی وجود کا ایک ایک عضو اللہ کا انعام ہے۔ اسی طرح جب تک انسان زندہ رہتا ہے تو اسے اپنی ہر سانس کے بدلے اللہ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا، اللہ تعالیٰ کی ثناء حمد و تعریف کرنا اسلام کے واضح احکامات میں سے ہے خوشحال نے اس موضوع کو بھی اپنی شاعری میں چھیڑا ہے۔

چارچوبي لره كه درومي
دا ادب بويه چې مومي
اول كيڼه پښنه درون كړه
په راتهٔ كښې ښىے بېرون كړه [14]

"غسل خانے میں جانے کے لئے اس کا ادب جاننا بھی ضروری ہے بایاں پاؤں کے ساتھ اندر جائے اور دایاں پاؤں کے ساتھ باہر آئے۔"

اسلام نے زندگی کے ہر میدان میں انسان کی رہنمائی کا بندوبست کیا ہے۔ بازار سے لے کر مسجد تک سفر سے لیکر حضر تک ہر ہر موقع کی مناسبت سے احکامات موجود ہیں۔ انسان کو اپنی روزمرہ زندگی میں مختلف ضرورتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اپنی ضرورتوں میں سے ایک غسل خانے یا واش روم کا استعمال ہے۔ اسلامی اداب میں ہے کہ جب انسان غسل خانے میں جائے تو وہاں باتیں نہ کرے داخل ہوتے وقت بایاں پاؤں اور نکلتے وقت دایاں پاؤں سے داخل ہوں۔ یعنی خوشحال بابا اس اسلامی حکم کو اپنے شعر میں خوبصورتی سے بیان فرماتے ہیں کہ غسل خانے میں جاتے وقت بایاں پاؤں پہلے رکھے اور باہر آتے وقت دایاں پاؤں۔

خوک چې مال د يتيم خورينه
په سقر كښې به تل وينه [15]

"جو کوئی یتیم کا مال کھاتا ہے اس کا ابدی زندگی سقر یعنی جہنم ہو گا۔"

حدیث کے الفاظ میں ہے کہ جو شخص یتیم کا مال کھائے گا وہ دوزخ کی آگ کا ایندھن بنے گا۔ خوشحال نے اپنے اس شعر میں اسی حدیث کی ترجمانی کی ہے کہتے ہیں کہ جو لوگ یتیم کا مال ظلم سے یا چالبازی سے کھاتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا ایک مقام "سقر" متعین کیا گیا ہے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

خوک چې امر د خدا نهٔ كا
په خلاف د رسول تله كا

په دنیا به ئې مخ تور وي
په قیامت به ئې ځاے اور وي [16]

"جو خدا کے احکامات نہیں مانتے وہ رسول اللہ کے خلاف چلتا ہے ان لوگوں کے چہرے اسی دنیا میں کالے ہوں گے اور قیامت میں ان کی جگہ جہنم یعنی آگ ہے۔"

حدیث میں ہے کہ جو میری تابعداری کرتا ہے وہ اللہ کی تابعداری کرتا ہے اور جو میرے خلاف جاتا ہے وہ درحقیقت اللہ کے خلاف جاتا ہے۔

خوشحال بابا، اس شعر میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی کرتے ہیں اور رسول ﷺ کے طریقوں کی ممانعت کرت ہیں تو ایسے لوگ دنیا میں بھی دولت کی زندگی گزاریں گے اور آخرت میں بھی اُن لوگوں کو دردناک عذاب دیا جائے گا یعنی خوشحال کے الفاظ میں دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دار و مدار اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری میں پوشیدہ ہے۔ اور جو شخص اس کے خلاف جائے گا اس کاٹھکانہ دوزخ ہوگا اور دنیا کی زندگی میں بھی ذلیل و خوار ہوگا۔

که سړے کبیره نهٔ کا
صغیره به ئې خداے ښهٔ کا [17]

"اگر اتنا ہو کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچے، تو اس کے صغیرہ گناہ خدائے پاک خود معاف کردے گا[18]۔"

اسلام ہر قسم کی نیکی پر اجر کا وعدہ کرتا ہے اور ہر قسم کے گناہ پر وعیدیں بھی سنائی ہیں۔ انسان کو چاہئے کہ اعمال صالحہ کو اختیار کرے اور اعمال قبیحہ کو چھوڑ دے اسی میں اسکی کامیابی ہے۔ جس طرح نیکی کے درجات ہیں اسی طرح گناہوں کے بھی درجات ہیں یعنی گناہ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ۔

گناہ صغیرہ یعنی چھوٹے گناہ اور گناہ کبیرہ یعنی بڑے گناہ جیسے قتل، زنا وغیرہ شامل ہیں۔ خوشحال بابا کہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو صغیرہ گناہوں سے پاک رکھے اور کوشش کرتا رہے کہ صغیرہ سے بھی بچا رہے اس طرح اس کوشش میں اللہ تعالیٰ اسکی مدد فرمائے گا اور وہ صغیرہ گناہوں سے اللہ کی توفیق سے محفوظ رہیگا۔

یو سجده ئې اخلاص ښهٔ ده
نهٔ سل ځله ئې ریا
تر عاصي لا بتر هغه عابد دے
چې په خپل طاعت به عُجب یا به ناز کا [19]

"اخلاص کے ساتھ ایک سجدہ اچھی ہے نہ کہ سو سجدے ریاکاری کے گناہ گار سے وہ عبادت گزار ابتر ہے جو اپنی اطاعت پر عجیب قسم کے ناز و ادا کرتے ہیں۔"

دین اسلام میں ریا سے بچنے کی خاص تاکید کی گئی ہے اور اخلاص کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ ریاکاری کو بدترین گناہ قرار دیا گیا ہے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

"جو اللہ کی راہ میں کھجور کا ایک ٹکڑا خلوص سے دے گا تو اسے پہاڑوں کے برابر اجر دیا جائیگا اور جو پہاڑوں کے برابر خرچ کرے گا مگر نیت اخلاص کی نہ ہو ریا کی ہو تو اسے کوئی ثواب نہیں دیا جائیگا بلکہ اُلٹا عذاب کا خطرہ ہو گا۔"

یعنی اللہ تعالیٰ مقدار سے زیادہ دل کے خلوص سے دی گئی چیزوں پر اجر و ثواب دیتے ہیں۔ اسی طرح اسلام یہ بھی کہتا ہے کہ صدقہ ایسے دو کہ ایک ہاتھ سے دو تو دوسرے کو بھی پتہ نہ چلے یعنی ان اشعار میں خوشحال نے اسی اسلامی حکم کی تشریح اور توضیح کی ہے۔

شریعت وائي چې ښهٔ خوره ښهٔ اغونده
په حلال او په حرام کوه پښتنه
چې د چا په باغ کښې ګذر شې فهم اوکړه
ناروا نظر ئې مهٔ کوه په ونه[20]

"شریعت اجازت دیتی ہے کہ اچھا کھا اور اچھا پہن مگر اس میں حلال اور حرام کی تحقیق کر لیا کر۔ کسی کے باغ میں جائے تو خیال رکھ کہ اس کے کسی پیڑ پر تیری ناجائز نظر نہ پڑنے پائے۔"

اسلام میں حلال اور حرام کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ اور یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر پیٹ میں ایک بھی حرام کا چلا جائے تو چالیس دن تک کوئی عبادت قبول نہیں ہو گی۔ اسی طرح اسلام نے اپنی حیثیت کے مطابق خود پر اور اپنے اہل و عیال پر خرچہ کرے اسی طرح بہترین صدقہ وہ جو اپنے اہل و عیال پر کیا جائے۔ خوشحال بابا کہتے ہیں کہ شریعت کے مطابق اچھا کھانا، پینا اوڑھنا چاہیئے لیکن یہ ضرروری ہے کہ حلال حرام کی تمیز کی جائے اس لئے کہ اسلام میں حرام مال سے بچنے کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔

په اوبو چې روا نهٔ دي شونډې مهٔ ږده
په ورځ زر خوبونه کړه په شریعت [21]

"اُس پانی کو ہونٹ بھی مت لگاؤ جو جائز نہیں۔ اور شریعت کے حکم سے دن میں ہزار قتل بھی (کرنے پڑیں تو ضرور) کرو۔"

دنیا میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ لذت و فرحت کے حصول کے ساتھ ساتھ قیمتی بھی ہیں لیکن اسلام نے انہیں استعمال کرنے سے منع کیا ہے انہیں میں سے ایک شراب بھی ہے جسکا پینا مؤمن کے لئے دنیا کی زندگی میں حرام ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔ لیکن یہی شراب مؤمنین کو جنت میں خصوصی تحفوں کی صورت میں دی جائیگی۔

خوشحال بابا کہتے ہیں کہ شریعت کی رو سے ایک دن میں ہزار قتل کرنا جائز ہے لیکن شریعت کے خلاف پانی (شراب) کا ایک گھونٹ پینا حرام ہے۔ اس لئے کہ اسلام میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

حق د مرد په زن بسیار دے
لږ مې تا وته په شمار دے
په خدمت دې وي تیارهٔ
لکه وینځه پرستاره
چې مېړهٔ وربانديې راشي
دا دې خوښه په خندا شي[22]

"مردوں کا حق عورتوں سے زیادہ ہیں۔ لیکن ہمارے لئے گناہوا ہے۔ ہر وقت وہ خدمت کے لئے تیار کھڑی رہتی ہے جیسا کہ وہ پانچ وقت کی عبادت کر رہی ہو۔ جب اس کی شوہر آتا ہے تو اس کو خوش کرنے کے لئے وہ ہنستی ہے۔"

اسلام نے زندگی کے ہر سمت کا تعین کیا ہے اور اسی پر تفصیلی بحث کی ہے۔ ازدواجی زندگی کے بارے میں بھی اسلامی احکامات نہایت واضح ہیں اس لئے کہ میاں بیوی گاڑی کے دو پہیوں کی مانند ہیں اگر اس میں ایک بھی کمزور ہوا تو زندگی کی گاڑی کا چلنا دشوار ہو جائیگا۔ اسلام نے میاں بیوی کے حقوق کے بارے میں تفصیلی احکامات موجود ہیں۔ بیوی کے بارے میں ہے کہ "اگر اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کی اجازت ہوتی تو بیوی اپنے شوہر کو سجدہ کرتی" اسی طرح اسلام کہتا ہے کہ جب خاوند گھر آئے تو بیوی کو چاہئے کہ وہ خندہ پیشانی سے خاوند سے ملے اسکے لئے بناؤ سنگھار کرے تاکہ خاوند باہر کی تھکاوٹ بھول کر گھریلوں زندگی کی خوشیوں میں شریک ہو سکے اسی طرح ان دونوں کے درمیان محبت بھی پروان چڑھے گی۔

خوشحال بابا نے بھی اسی اسلامی اُصول اور حکم کا ذکر اپنے اشعار میں کیا ہے کہ خاوند کے اپنے بیوی پر بہت حقوق ہیں اور خاوند کو بیوی کا مجازی خدا کہا گیا ہے۔ بیوی کو چاہئے کہ خاوند کی خوشی راحت اور سکون کا اہتمام کرے اسکے لئے بناؤ سنگھار کرے اور اسکی آمد پر خوشی کا اظہار کرے اس سے دونوں میں محبت پروان چڑھے گی۔

چې په خولۀ کلمه ګوئي دمے
ظن پر ښۀ کړه که بدخو ئي دمے[23]

"جو منہ سے کلمہ بولتا ہے ان کے لئے اپنے خیالات اچھے کر دو ہر چند اگر وہ بداخلاق ہے۔"

اسلام ہمیں دوسرے مسلمانوں کی عزت اور حرمت کا درس دیتا ہے اور ہر حال میں دوسرے مسلمانوں کی آبرو کی حفاظت کا حکم دیتا ہے، اور کہتا ہے کہ اگر کوئی بداخلاق اور بدزبان بھی ہو پھر بھی اس پر اچھا گمان رکھو کیونکہ وہ مسلمان ہے اور کلمہ گو ہے اسلئے کہ دلوں کے بھید اللہ جانتا ہے ہو سکتا ہے کہ اسکے اعمال صالحہ وہ چھپ کر تا ہو لہٰذا بدگمان سے بچنا چاہئے اور ہر کسی پر اچھا گماں رکھنا چاہئے۔ بظاہر بدزبان اور بداخلاق بندے پر بھی بدگمانی کا فتویٰ نہیں لگانا چاہئے بلکہ ہر حال میں مسلمان کلمہ گو پر اچھا گمان رکھنا چاہئے۔

خلاصہ بحث

خوشحال خان بابا نے پشتو زبان وادب کی جو بے لوث خدمت کی ہے وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اسی لئے انہیں پشتو زبان کا "باپ" کہا جاتا ہے۔ پشتو زبان کی جتنی خدمت خوشحال بابا نے کی ہے وہ کسی اور کے حصے میں نہیں آتی۔ خوشحال بابا کو خود اسی بات کا احساس تھا وہ کہتے ہیں:

که د نظم که د نثر که د خط دمے
په پښتو ژبه مې حق دمے بې حسابه
نه په خوا پکښې کتاب وو نه ئې خط وو
دادي ما پکښې تصنيف کړل خوکتابه[24]

"نظم ہے، چاہے نثر ہے۔ چاہے خط۔ ہر لحاظ سے پشتو زبان پر میرا بہت بڑا احسان ہے۔ کیونکہ پہلے اس میں نہ خط تھا اور نہ کوئی کتاب۔ یہ تو میں نے اس میں کئی کتابیں تصنیف کر ڈالیں[25]۔"

یعنی پشتو نظم نثر ہر چیز پر میرا بے حساب حق ہے۔ خوشحال بابا نے ہر موضوع پر طبع آزمائی کی ہے۔ اور دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ اسلامی تعلیمات واحکامات بھی اپنی شاعری میں سموئے ہیں۔ پشتو ادب کے ایک طالب علم کی حیثیت سے میں نے خوشحال کی شاعری کی اسلامی پہلو پر لکھنے کی ایک کوشش کی ہے۔ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں نے ان کی شاعری کے تمام اسلامی پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے بلکہ اپنی سی کوشش کی ہے۔

ستا د ښائست ګلونه ډېر دي
جولۍ مې تنګه زهٔ به کوم کوم ټولوومه

"تمہاری خوبصورتی اور حسن کے بے شمار پھول میں کیسے اکھٹے کرونگا کیونکہ میری جولی تنگ ہے اور پھول بے شمار ہیں۔"

حواشی وحوالہ جات

1 خٹک، خوشحال بابا کلیات: 1102، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور، 2001ء
2 دوست محمد کامل، خوشحال خان خٹک سوانح حیات: 302، اشاعت دوم، پشاور، 2003ء
3 ڈاکٹر سید انوار الحق ، منتخبات خوشحال خان خٹک: 1، اشاعت سوم، پشتو اکیڈیمی پشاور یونیورسٹی، 2017ء
4 خوشحال بابا کلیات: 1090
5 نفس مصدر: 1094-95
6 منتخبات خوشحال خان خٹک: 205
7 نفس مصدر: 1091
8 خلیل حنیف ، خوشحال بابا مطالعہ: 294، یونیورسٹی پبلشرز پشاو (س۔ن)
9 منتخبات خوشحال خان خٹک: 133
10 خوشحال بابا کلیات: 1090
11 خٹک یار محمد مغموم، ارمغان خوشحال: 150، یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور (س۔ن)
12 خوشحال خان خٹک سوانح حیات: 304
13 نفس مصدر: 246
14 خوشحال بابا کلیات: 1103
15 نفس مصدر: 1091
16 ارمغان خوشحال: 567
17 نفس مصدر : 566
18 منتخبات خوشحال خان خٹک: 204
19 ارمغان خوشحال: 16

20 منتخبات خوشحال خان خٹک: 133

21 نفس مصدر: 67

22 ارمغان خوشحال: 707

23 نفس مصدر: 567

24 راج ولی شاہ خٹک، خوشحال نمبر، پشتو اکیڈمی پشاور یونیورسٹی، جون، جولائی، اگست 2001ء، ص 17

25 منتخبات خوشحال خان خٹک: 198